قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

منگل 23 نومبر 2021ء | 17 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 23 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ: 278

فرمانِ رسول ﷺ

گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے

عَنِ النَّوَّاسِ بۡنِ سَمۡعَانَ الۡاَنۡصَارِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ) قَالَ سَأَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَنِ الۡبِرِّ وَالۡاِثۡمِ فَقَالَ: ”اَلۡبِرُّ حُسۡنُ الۡخُلُقِ وَالۡإِثۡمُ مَا حَاكَ فِی صَدۡرِكَ وَكَرِهۡتَ أَنۡ یَّطَّلِعَ عَلَیۡہِ النَّاسُ“

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تفسیر البر والاثم)

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارہ میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس کا پتہ لگے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

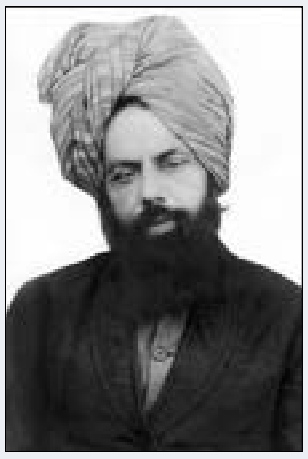

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد

انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں، نجات پائیں، حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں، اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں۔ دنیا میں لوگوں نے جس قدر طریقے اور حیلے گناہ سے بچنے کے لئے نکالے ہیں اور خدا کی شناخت کے جو اصول تجویز کئے ہیں، وہ انسانی خیالات ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ہیں اور محض خیالی باتیں ہیں جن میں سچائی کی کوئی روح نہیں ہے۔ میں ابھی بتاؤں گا اور دلائل سے واضح کروں گا کہ گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے جب تک اس اصول پر یقین کامل نہ ہو گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیے یہ دو لفظ ہیں جن میں بہت بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے۔

پہلی بات کہ خدا ہے، علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات قیاسی اور ظنی ہے، مثلاً ایک شخص جو فلاسفر اور حکیم ہو وہ صرف نظام شمسی اور دیگر اجرام اور مصنوعات پر نظر کر کے صرف اتنا ہی کہہ دے کہ اس ترتیب محکم اور ابلغ نظام کو دیکھ کر میں کہتا ہوں کہ ایک مدبر اور حکیم علیم صانع کی ضرورت ہے تو اس سے انسان یقین کے اس درجہ پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا جو ایک شخص خود اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو کر اور اس کی تائیدات کے چمکتے ہوئے نشان اپنے ساتھ رکھ کر کہتا ہے کہ واقعی ایک قادر مطلق خدا ہے وہ معرفت اور بصیرت کی آنکھ سے اسے دیکھتا ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خداترسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ نری ضرورت کا علم کبھی بھی اپنے اندر وہ قوت اور طاقت نہیں رکھتا جو الٰہی رعب پیدا کر کے اسے گناہ کی طرف دوڑنے سے بچالے، اور اس تاریکی سے نجات دے جو گناہ سے پیدا ہوتی ہے، مگر جو براہ راست خدا کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور اخلاص کے لئے اس جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی پاتا ہے جو اس کو بدیوں سے بچالیتی اور تاریکی سے نجات دیتی ہے، اس کی بدی کی قوتیں اور نفسانی جذبات پر خدا کے مکالمات اور پر رعب مکاشفات سے ایک موت وارد ہو جاتی ہے، اور وہ شیطانی زندگی سے نکل کر ملائکہ کی سی زندگی بسر کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اشارے پر چلنے لگتا ہے جیسے ایک شخص آتش سوزندہ کے نیچے بدکاری نہیں کر سکتا اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے آتا ہے اس کی شیطنت مر جاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیا علیہم السلام آکر دنیا کو عطا کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ سے نجات پا کر پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 347 تا 349 ایڈیشن 2016ء)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾

(الاعراف:34)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔ اسی طرح گناہ اور ناحق بغاوت کو بھی اور اس بات کو بھی کہ تم اس کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ جس کے حق میں اس نے کوئی حجت نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾ (الاعراف:34) تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔ اسی طرح گناہ اور ناحق بغاوت کو بھی اور اس بات کو بھی کہ تم اس کو اللہ کا شریک ٹھہراؤ جس کے حق میں اس نے کوئی حجت نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس بات کو مزید واضح فرمایا کہ تمام قسم کے غلط اور شیطانی کام کی اسلام سختی سے مناہی فرماتا ہے۔ ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کی تلاش میں رہے کہ کون سے کام تقویٰ پر چلانے والے ہیں اور کون سے کام تقویٰ سے دور لے جانے والے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں۔ بیشک بعض غلط کام انسان سے پوشیدہ بھی ہوتے ہیں اور شیطان اس تلاش میں ہے کہ کب مَیں ابن آدم کو آدم کی طرح ورغلاؤں اور ان گناہوں کی طرف راغب کروں۔ اور ایسے خوبصورت طریق سے ان غلط کاموں اور گناہوں کا حُسن اس کے سامنے پیش کروں کہ وہ غلطی نہیں بلکہ اسے اچھا سمجھتے ہوئے اسے کرنے لگے اور پھر ان برائیوں میں ڈوب کر ان کو کرتا چلا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہوشیار کر دیا کہ ان سے بچو یہ حرام چیزیں ہیں۔ یہ تمہیں سزا کا مستوجب ٹھہرائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ (الاعراف:34) کہ میرے ربّ نے بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہری بے حیائیاں ہیں اور بداعمال ہیں یا چھپی

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- غزل آپؐ کے لیے (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- ڈائری عابد خان سے کچھ حصے
- مغربی ممالک میں عائلی تنازعات کی وجوہات

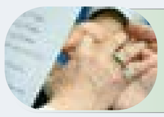

دربارِ خلافت

دعا کی حقیقت و آداب کا ادراک اور اس کی قبولیت کے نظارے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی حقیقت و آداب کا یہ ادراک ہمیں عطا فرمایا اور سب سے بڑھ کر اپنے اُن صحابہ کو عطا فرمایا جن کی براہِ راست تربیت آپ نے فرمائی۔ بلکہ آپ کی آمد سے جو دنیا میں ایک ہلچل مچی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جو تحریک چلی، اُس نے بھی بہت سے ایسے لوگوں کو جن کی اللہ تعالیٰ اصلاح کرنا چاہتا تھا، اُن میں بھی دعا کی حقیقت اور آداب کا ادراک پیدا فرما دیا۔ اور یوں اُن لوگوں کا آپؑ پر ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اس وقت مَیں آپ کے زمانے کے اور آپ سے فیض پانے والے چند صحابہ کا ذکر کروں گا جنہوں نے دعا کی حقیقت کو جانا اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دکھائے جس سے اُن کے ایمان بھی مضبوط ہوئے اور وہ لوگ دوسروں کی ہدایت کا بھی باعث بنے۔

حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’1906ء میں یہاں سیالکوٹ میں طاعون کا از حد زور و شور تھا۔ رسالہ بند ہو گیا۔ ہر طرف مردے ہی مردے نظر آتے تھے۔ مولوی مبارک صاحب صدر میں مولا بخش صاحب کے مکان پر درس دے رہے تھے۔ مَیں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے بھی طاعون کی گلٹی نکل آئی۔ میں نے دعا کی کہ یا مولا! میں نے تو تیرے مامور کو مان لیا ہے اور مجھے بھی گلٹی نکل آئی ہے۔ پس اب مَیں تو گیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ صبح تک وہ گلٹی غائب ہو گئی اور میرا ایک ساتھی محمد شاہ ہوا کرتا تھا، اُسے میں نے دیکھا کہ مرا پڑا ہے۔ محمد شاہ اور میں دونوں ایک کمرے میں رہتے تھے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر10 صفحہ نمبر143 روایت حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ)

پھر حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ جموں سے پیدل براہ گجرات کشمیر گیا۔ راستہ میں گجرات کے قریب ایک جنگل میں نماز پڑھ کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡھَمِّ وَالۡحُزۡنِ والی دعا نہایت زاری اور انتہائی اضطراب سے پڑھی۔ اللہ تعالیٰ میرے حالات ٹھیک کر دے۔ کہتے ہیں اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری روزی کا سامان کچھ ایسا کر دیا کہ مجھے کبھی تنگی نہیں ہوئی اور باوجود کوئی خاص کاروبار نہ کرنے کے غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر12 صفحہ نمبر68 روایت حضرت خلیفہ نورالدین صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 1915ء کو میرے بچے عبداللہ خان کو جبکہ میں بمع عیال بقیہ صفحہ 6 پر

غزل آپؐ کے لیے

گلشن میں پھول، باغوں میں پھل آپؐ کے لیے
جھیلوں پہ کِھل رہے ہیں کنول آپؐ کے لیے

میری بھی آرزو ہے، اِجازت ملے تو مَیں
اشکوں سے اِک پروؤں غزل آپؐ کے لیے

مژگاں بنیں، حکایتِ دل کے لیے قلم
ہو رَوشنائی، آنکھوں کا جل آپؐ کے لیے

اِن آنسوؤں کو چرنوں پہ گرنے کا اِذن ہو
آنکھوں میں جو رہے ہیں مچل آپؐ کے لیے

دِل آپؐ کا ہے، آپؐ کی جان، آپؐ کا بدن
غم بھی لگا ہے جان گُسل آپؐ کے لیے

میں آپؐ ہی کا ہوں، وہ مری زندگی نہیں
جس زندگی کے آج نہ کل آپؐ کے لیے

گو آ رہی ہے میرے ہی گیتوں کی بازگشت
نغمہ سرا ہیں دَشت و جبل آپؐ کے لیے

ہر لمحۂ فراق ہے عمرِ دراز غم
گزرا نہ چین سے کوئی پل آپؐ کے لیے

آ جائیے کہ سکھیاں یہ مل مل کے گائیں گیت
موسم گئے ہیں کتنے بدل آپؐ کے لیے

ہم جیسوں کے بھی دید کے سامان ہو گئے
ظاہر ہوا تھا حسنِ ازل آپؐ کے لیے

(کلام طاہر)

آج کی دعا

صحت وسلامتی کی دعا

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ جَسَدِیۡ وَعَافِنِیۡ فِیۡ بَصَرِیۡ وَاجۡعَلۡہُ الۡوَارِثَ مِنِّیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ سُبۡحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

(جامع ترمذی، اَبۡوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ باب دعاء اَللّٰھُمَّ عَافِنِیۡ فِیۡ جَسَدِیۡ، حدیث 3480)

ترجمہ: اے اللہ! میرے جسم کو بھی عافیت سے رکھ میری بصارت کی بھی خود حفاظت فرما اور ان دونوں کو میرے وارث بنا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار اور عزت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔

یہ سید ومولیٰ، افضل الانبیاء، ختم المرسلین، رحمۃ اللعالمین۔ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی صحت وسلامتی کی جامع دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ وباؤں کے اس موسم میں پوری انسانیت پر رحم فرمائے۔ اور سب کو اپنی عافیت میں رکھے۔ آمین

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 20

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جارہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں

☆ ’’صوفی کہتے ہیں جس شخص پر چالیس دن گذر جائیں اور خدا کے خوف سے ایک دفعہ بھی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں تو ان کی نسبت اندیشہ ہے کہ وہ بے ایمان ہو کر مَرے۔ اب ایسے بھی بندگانِ خدا ہیں کہ چالیس دن کی بجائے چالیس سال گذر جاتے ہیں اور ان کی اس طرف توجّہ ہی نہیں ہوتی۔ دانشمند انسان وہ ہے جو بَلا آنے سے پہلے بَلا سے بچنے کا سامان کرے۔ جب بَلا نازل ہو جاتی ہے۔ تو اُس وقت نہ سائنس کام دیتی ہے اور نہ دولت۔ دوست بھی اس وقت تک ہیں جب تک صحت ہے۔ پھر تو پانی دینے کے لئے بھی کوئی نہیں مِلتا۔ آفات بہت ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی توبہ کرو۔ کہ انسان کے گرد چیونٹیوں سے بڑھ کر بَلائیں ہیں۔ جن لوگوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے جس طرح وہ بَلاؤں سے بچائے جاتے ہیں دوسرے ہر گز نہیں بچائے جاتے۔ تعلّق بڑی چیز ہے کہ

؎ بہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

کوئی انسان نہیں جس کے لئے آفات کا حصہ موجود نہیں۔ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا (الم نشرح: 7)۔ انسان کو مایوس بھی نہیں ہونا چاہیئے

؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست

ایک منٹ میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے

؎ نو مید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگاہ بیک خردش بمنزل رسیدہ اند

امن اور صحت کے زمانہ کی قدر کرو۔ جو امن و صحت کے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے خدا تعالےٰ اس کی تکلیف و بیماری کے زمانہ میں مدد کرتا ہے۔ سچے دل سے تضرّع ایک حصار ہے جس پر کوئی بیرونی حملہ آوری نہیں ہو سکتی۔‘‘

(بدر جلد 7 نمبر 19-20 صفحہ 4 تا 7 مؤرخہ 24 مئی 1908ء)

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 380 تا 381، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

’’پس یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر صرف اپنے علم اور تجربہ کی بناء پر جتنا بڑا دعویٰ کرے گا اتنی ہی بڑی شکست کھائے گا۔ مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتًا اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم مؤحّد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور غمی اور ماتم کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظّ اُٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلّی اور اطمینان بجُز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے۔ اور وہ تسلّی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلّی انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

مذہب کی صداقت اس میں ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کسی حالت میں بھی الگ نہ ہو۔ وہ مذہب ہی کیا ہے اور زندگی ہی کیسی ہے کہ تمام عمر گذر جائے مگر خدا تعالےٰ کا نام درمیاں کبھی بھی نہ آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سارے نقائص صرف بے قیدی اور آزادی کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ بے قیدی ہی ہے کہ جس کی وجہ سے مخلوق کا بہت بڑا حصّہ اس طرز زندگی کو پسند کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 345-346، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں

’’توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لئے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہئیں جن سے نفس امّارہ، نفس مطمئنہ ہو جاوے۔ اور اللہ تعالےٰ راضی ہو جاوے۔ پس اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ: 6) کی دعائیں مانگو کیونکہ اس کے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالےٰ خود دیتا ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے، یہ دیتا ہے۔ آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں اور یہ ہے بالکل سچ کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے اس کے موافق میرا ابھی ایک الہام ہے۔

؎ ہر چہ باید نو عروسے راہماں سامان کنم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزا آتا ہے۔‘‘

(الحکم جلد 8 نمبر 8 صفحہ 5 تا 7 مؤرخہ 10 مارچ 1904ء)

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 386 تا387، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

☆ ’’دنیا میں دو قسم کے دُکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلّی دی جاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے۔ فرشتے سکینت کے ساتھ اُترتے ہیں۔ اس قسم کے دُکھ نبیوں اور راست بازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اُس نے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ (البقرۃ: 156) میں فرمایا ہے۔ ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت ان کو دی جاتی ہے۔ مگر دوسری قسم دُکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اُس میں صبر و ثبات کھویا جاتا ہے۔ اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے۔ یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ (الشوریٰ: 31) اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کو خدا سے دُور پھینک دے اور نفس اس کو دھوکہ دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دُور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے۔ موت ہر وقت قریب ہے اور یہی زندگی دار العمل ہے۔ مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جس وقت یہ زندگی کے دَم پُورے ہوئے پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالےٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکو گے اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہے گا اور اس بد عملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔‘‘

☆ ’’خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالےٰ تم سے راضی ہو جاوے۔ اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل

حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دُعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو۔ کہ اے اللہ ہم کو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دُکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ (آمین) کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ پاک نہیں ہو سکتے۔ گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جن کو یہ فکر لگی رہتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 393 تا 395، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں

☆”بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ اُن کی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ کسے کہتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں فاضلوں کو بھی پتہ نہیں کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان اُن سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہ اس کو ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو۔ خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے لیکن جب انسان گناہ پر اطلاع پا لے اور ان سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے اور اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا نہ رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہنچا دیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا۔ یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ (البقرۃ:35)۔ اور پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ٹھہرا۔ اور ہمیشہ کے لئے لعنتی ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اس طرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب سے، کبھی علم کے سبب سے، کبھی حُسن کے سبب سے اور کبھی نسب کے سبب سے، غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے اور اسی طرح پر بہت سے بُرے خُلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اُن پر کبھی غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے۔ انہیں بداخلاقیوں میں سے ایک غصہ بھی ہے۔ جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اسی ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کُڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُس کے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ پھر ایک بداخلاقی بُخل کی ہے۔ باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اس کو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا بھوکا ہو مگر اس کو اس پر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا۔ وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لئے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قویٰ اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا۔ مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا۔

غرضکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جن کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پھر زنا، چوری، خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

گناہوں سے بچنا یہ تو ادنیٰ سی بات ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے جب وہ گناہوں سے بچیگا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اس کا دل برکت سے بھر جائے گا اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہوا ہو تو اس کو صرف دھو ڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اُسے چاہئے کہ پہلے اُسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور مَیل نکال کر اُسے سفید کرے اور پھر اُس کو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اُسے دیکھے خوش ہو۔ اسی طرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گھناؤنا اور متعفن ہو جاتا ہے۔ پس پہلے تو چاہئے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کی بجائے ذکر الٰہی کرتا رہے اور اس سے اس کو بھر ڈالے۔ اس طرح پر سلوک کا کمال ہو جاتا ہے اور بغیر اس کے وہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے لیکن جب تک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق ردّیہ و رذیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگاوے اور اندر سے خوشبو آوے اس وقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے لیکن جب اپنی حالت اس قسم کی بناتا ہے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 395 تا 397، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

☆ایک احمدی نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ تعدد ازدواج میں جو عدل کا حکم ہے کیا اس سے یہی مراد ہے کہ مرد بحیثیت اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:35) کہ خود ایک حاکم عادل کی طرح جس بیوی کو سلوک کے قابل پاوے ویسا سلوک اُس سے کرے یا کچھ اور معنے ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ

”محبت کو بالائے طاق رکھ کر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہئے۔ مثلاً پارچہ جات۔ خرچ خوراک۔ معاشرت حتّٰی کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے۔ یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پُورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے۔ خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی اُن کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے۔ ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے۔ تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے تعدّد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے۔ تورات سے بھی یہی ثابت ہے کہ اُس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اُس نے اس کے ساتھ گذارا ہوا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اُس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اُس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 63 تا 64، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزنگ: فضل عمر شاہد۔ خاقان احمد صائم۔ لٹویا)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ہوئی بے حیائیاں ہیں یا بُرے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر کہ بے حیائی کی باتیں حرام ہیں بات ختم نہیں کر دی بلکہ جہاں بے حیائی کی باتوں کی نشاندہی فرمائی ہے کہ کون کون سی باتیں بے حیائی کی باتیں ہیں وہاں اس علاج بھی بتایا ہے کہ فواحش سے تم کس طرح بچ سکتے ہو ایک جگہ فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) کہ یقیناً نماز فحشاء اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ اور کیونکہ بے حیائی اور فحشاء اس زمانہ میں تو خاص طور پر ہر وقت انسان کو اپنے روزمرہ کے معاملات میں نظر آتے رہتے ہیں اور اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے پانچ وقت کی نمازیں رکھ کر ان سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کا راستہ دکھایا اور اس کی تلقین فرمائی۔

(خطبہ جمعہ 5 فروری 2010ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 67-68)

مترجم: ابو سلطان

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
ڈائری عابد خان سے کچھ حصے

اللہ تعالیٰ سے قریبی اور مضبوط تعلق کیسے قائم کیا جائے

دوران کلاس جامعہ کے ایک طالب علم نے حضور انور سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے قریبی اور مضبوط تعلق کیسے قائم کیا جائے۔

حضور انور نے نہایت خوبصورت جواب یوں عطا فرمایا کہ ”یہ سادہ (سی بات) ہے اللہ کے حضور سجدہ کرو، سجدہ کرو، سجدہ کرو۔ اس سے جڑے رہو، اللہ کو کبھی مت چھوڑو خواہ کچھ بھی ہو اور پھر وہ تمہارا ہو جائے گا۔“

مربیان کا مختلف زبانیں سیکھنا

ایک اور طالب علم نے پوچھا کہ کیا یہ جامعہ کے طالب علم کے لئے ممکن ہے کہ وہ جامعہ میں پڑھائی جانے والے زبانوں کے علاوہ کوئی زبان سیکھے۔

حضور انور نے فرمایا:

”آپ سب نے اپنے آپ کو بطور واقفِ زندگی پیش کیا ہے اور یوں آپ نے جماعت کے مفاد کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ ذاتی خواہشات ایک طرف رکھنے کا عہد کیا ہے۔ یوں اگر آپ اپنی خواہش کا اظہار کر بھی دیں پھر بھی یہ جماعتی انتظامیہ پر منحصر ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ آپ کو ویسا کرنا چاہیے اور آیا وہ جماعت کے مفید مفاد میں ہے یا نہیں۔ بہر حال ہمیں ایسے لوگ چاہئیں جو مختلف زبانیں بولتے ہوں، اس لئے ہم بالعموم مربیان کو اجازت دے دیتے ہیں کہ وہ زبان سیکھیں، جامعہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اگر وہ ایسی (زبان سیکھنے کی) خواہش کا اظہار کریں۔“

ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے

ایک دوسرے طالب علم نے حضور انور سے تبلیغ کے بارے میں پوچھا اور بتایا کہ اس کا ایک دوست اسلام میں دلچسپی لیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:

”معاشرے میں بہت سے اچھی فطرت کے لوگ مل جاتے ہیں۔ کل ایک جرمن Wiesbaden میں مسجد کے افتتاح میں شامل ہوا اور بعد میں بڑے اخلاص سے مجھے ملا اور میری نصیحتوں کے بارے میں بہت احترام اور محبت سے باتیں کرتا رہا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ احمدی ہے کیونکہ اس کی بات کرنے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جواب میں اس نے بتایا کہ وہ احمدی نہیں ہے لیکن میرا خطاب سننے کے بعد اس کو ایسا لگا کہ وہ شاید احمدیت قبول کر لے۔ اس لئے ان مغربی معاشروں میں بہت سے اچھے لوگ ہیں اور ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھولے اور انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔“

گلوبل وارمنگ خطرناک ہے

ایک طالب علم نے حضور انور سے معروف سویڈش نوجوان Greta Thunberg جو Climate Change activist ہے کے بارے میں پوچھا۔

حضور انور نے فرمایا:

”میں نے سوشل میڈیا پر اس کے چند کلپس دیکھے ہیں۔ وہ بہت جوشیلی تقریر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو خود اعتمادی سے بات کرنے کی صلاحیت سے نوازا ہے، اور وہ اسی آواز سے معاشرے کے بوڑھے لوگوں کو زمین کو پہنچنے والے نقصان پر آگاہی دے رہی ہیں۔ اگر وہ اس آگاہی کو پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں اور کچھ تبدیلی لانے میں بھی تو یہ اچھی بات ہے۔ بہر حال گلوبل وارمنگ بڑھ رہی ہے اور خطرناک ہے تاہم جنگیں دنیا کو اس سے پہلے ختم کر سکتی ہیں۔ اس لئے بطور احمدی ہمیں تھوڑے عرصے کے لئے بھی اور لمبے عرصے کے لئے بھی دنیا میں امن اور سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ (مسکراتے ہوئے) حضور انور نے فرمایا:

”بہر حال (Greta Thumbery) بہت اچھا بولتی ہیں اور تم سب جو مربیان بن رہے ہو، تمہیں ان کی تقریر سے سیکھنا چاہیے جیسا کہ وہ دنیا کے لیڈرز کے سامنے اور بے خوف و خطر بڑے اجتماعات میں بھی خود اعتمادی اور جوش سے بولتی ہیں۔

(دورہ یورپ 15 اکتوبر 2019ء، جامعہ احمدیہ جرمنی)

دارالقضاء جرمنی کے ساتھ ملاقات

اگلے دن 16 اکتوبر 2019ء کو حضور انور نے دارالقضاء جرمنی کے ساتھ ملاقات فرمائی جو ایک جماعتی ادارہ ہے جس کے ذمہ اسلامی فقہ کے مطابق معین جھگڑوں کے فیصلے کرنے کی ذمہ داری ہے۔

حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں قضا بورڈ میں پیش ہونے والے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔ ممکنہ طور پر رپورٹ پیش کرنے والوں کے نزدیک یہ دارالقضاء کی بہتر کارکردگی کی رپورٹ تھی۔ تاہم حضور انور کے جواب سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو قابل فکر قرار دیا۔ حضور انور نے فرمایا:

”اگر جھگڑوں کے کیسز بڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تربیت، نیشنل امیر، خدام، لجنہ اور دیگر عہدیدار احباب جماعت کی تربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جہالت بڑھ رہی ہے۔ اگر صحیح طریق پر تربیت ہو رہی ہوتی تو کم کیس قضا تک پہنچتے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”جن کیسز کی کثرت کا آپ کو سامنا ہوتا ہے وہ طلاق کے کیسز ہیں اور میرے خیال میں طلاق کی شرح کے بڑھنے میں مردوں اور عورتوں دونوں کا قصور ہے۔ جرمنی میں، طلاق کے بعد، کچھ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے والدین کے اصرار پر ہی شادی کی تھی۔ جرمن جماعت کو اس کی تحقیق کرنی چاہیے اور جب بھی کوئی نئی شادی ہونے جا رہی ہو تو انہیں اس بات کی یقین دہانی کرنی چاہیے کہ دلہن اور دلہا نہایت خوشی سے اور اپنی رضامندی سے اس شادی کے بندھن میں بندھ رہے ہیں۔ بصورت دیگر، نتیجہ یہ ہو گا کہ اس رشتے میں بندھنے والوں کی زندگیوں کو خاص طور پر دلہنوں کی (زندگیوں کو) نقصان ہو گا۔“

حضور انور نے نہایت واضح ہدایات سے نوازا، اس حوالہ سے کہ طلاق کے کیسز کو کیسے دیکھنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے اور ناجائز ہے کہ جو کیس کی سماعت کر رہا ہے وہ شادی کے بارے میں ذاتی سوالات کرے اور ایسی بے جا دخل اندازی قرآنی تعلیمات کے سخت خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر قاضی کو خوب مہارت حاصل کرنی چاہیے اور حساس ہونا چاہیے اور فریقین کی ضرورتوں اور جذبات کا خیال رکھنے والا ہونا چاہیے۔

مزید بر آں آپ نے فرمایا کہ جو مدعیہ اپنا کیس قضا بورڈ میں پیش کرے، اس کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ساتھ کسی خاتون کو یا وکیل کو سہارے یا راہنمائی کی غرض سے لا سکے۔

قضاۃ (قاضی کی جمع) کو نصیحت فرماتے ہوئے کہ ان کے بنیادی فرائض کیا ہیں جب وہ شادی کے لڑائی جھگڑے سن رہے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا:

”جب شادی بیاہ کے لڑائی جھگڑے سن رہے ہوں تو آپ کا پہلا حدف یہ ہونا چاہیے کہ میاں اور بیوی کے درمیان صلح کی کوشش کی جائے۔“

دوران ملاقات حضور انور نے محترم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر) کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ دارالقضاء سے منسلک مربیان کا ایک ششماہی امتحان ہونا چاہیے جس میں ان کے فقہ کے علم کا پتہ چلے تاکہ ان کے علم اور فہم و ادراک کو یقینی بنایا جا سکے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہے اور وہ احسن طریق پر اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں۔

حضور انور کو یہ بھی بتایا گیا کہ دارالقضاء کے دو ممبران 80 سال سے زائد عمر کے ہیں۔ اس پر حضور انور نے تبسم کے بعد فرمایا:

”کیا وہ ٹھیک طرح فیصلے کر لیتے ہیں یا نہیں دعا کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔“

مزید راہنمائی فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”جب کیسز قضاء میں پہنچیں آپ کا حدف ہونا چاہیے کہ ان پر فیصلے جتنی جلدی ہو سکے کریں۔ مزید بر آں آپ کو ایک رپورٹ مرتب کرنی چاہیے کہ رشتے کیوں ٹوٹ رہے ہیں اور اپنی نتائج کی روشنی میں سفارشات پیش کریں کہ شادیوں کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”دارالقضاء کے ممبر کی حیثیت سے آپ میں تنقید برداشت کرنے کی جرات ہونی چاہیے اور ہمیشہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔ اگر لوگ آپ پر غصہ ہوں یا آپ کے خلاف بات کریں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ بھی ایسا ہی کریں بلکہ آپ کو ہر وقت ٹھنڈا رہنا چاہیے۔ اگر آپ غصہ میں آجائیں گے تو یہ آپ کی عادلانہ شخصیت کو متاثر کرے گا اور ہر وقت ایک خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ آپ کے فیصلوں میں تعصب راہ پکڑے۔ اگر کسی وقت کسی کیس میں، آپ کو لگے کہ آپ کو غصہ آرہا ہے یا آپ کو ڈر ہو کہ آپ کی غیر جانبداری متاثر ہو رہی ہے تو آپ اس کیس کی سماعت آگے کر دیں یا کوئی دوسرا قاضی آپ کی جگہ اس کیس کے لئے نامزد ہو جانا چاہیے۔“

کیسز کے واضح نہ ہونے کی صورت میں حضور انور نے فرمایا:

”چند کیسز ایسے بھی ہوں گے جن میں آپ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ کیا کریں یا کس کے حق میں فیصلہ دیں۔ ایسے مواقع پر آپ کو فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے تاکہ آپ یہ کہہ سکیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ بلکہ آپ کو ربوہ میں مفتی سلسلہ کو لکھنا چاہیے یا براہ راست مجھے لکھیں۔ مزید بر آں آپ ہمیشہ محتاط رہیں اور خیال رکھیں کہ ایسا فیصلہ نہ کریں جو اس ملک کے مروجہ قوانین کے مخالف ہو۔“

حضور انور نے مزید فرمایا:

”مزید بر آں میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کوئی فیصلہ بغیر دعا کے نہ کریں۔ کسی بھی فیصلہ سے پہلے ہر قاضی کو کم از کم دو نوافل پڑھنے چاہئیں اور اللہ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔“

(دورہ یورپ 16 اکتوبر 2019ء۔ میٹنگ دارالقضاء جرمنی)

محمد ادریس شاہد۔ فرانس

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ

ہمارا ایمان ہے کہ خداتعالیٰ نے اس زمانے میں دین اسلام کی تائید ونصرت کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ صورتحال یہ تھی کہ ہر طرف سے اسلام دشمن کے حملوں کا شکار تھا۔ اہل اسلام کہ بڑے بڑے علماء بھی دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال رہے تھے اور دین اسلام دنیا میں چند دن کا مہمان نظر آرہا تھا۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے قادیان کی گمنام بستی سے ایک مرد مجاہد جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ کو کھڑا کیا جس نے تمام مذاہب کو للکارا۔ اسلام کی حسین تعلیم پیش کی اور ہر طرف سے مقابلے کی دعوت دی۔ کہ دنیا حیران اور ششدر رہ گئی اور وہ جو میدان میں غالب دکھائی دے رہے تھے میدان چھوڑ کے بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

وہ قادر مطلق خدا جو اُس جَرِیُ اللّٰہِ کا معین و مددگار تھا اُس نے صرف اور صرف حضرت مسیح موعودعلیہ السلام تک ہی اپنی مدد اور نصرت کو محدود نہیں رکھا بلکہ آپ سے وعدہ کیا کہ وہ تمام لوگ جو تیری فوج میں شامل ہوکر تیرے مشن کو کامیاب کرنے نکلیں گے میں ان کی بھی مدد کروں گا۔ یہ وعدہ آج تک اپنے رنگ دکھا رہا ہے۔ تبھی تو بڑے بڑے پادری بھی مسیح موعودعلیہ السلام کے ادنیٰ چاکروں سے بھی خائف نظر آتے ہیں۔

ان سطور کی تحریر کے وقت متعدد واقعات میری نظروں میں گھوم رہے ہیں۔ ایک واقعہ عرض کرتا ہوں:

1980ء سے 1983ء تک مجھے کچھ عرصہ گوجرہ ضلع ٹوبہ میں گزارنے کی توفیق ملی۔ اس دوران ایک مرتبہ ہمارے کچھ خدام نے بتایا کہ اُن کے کچھ عیسائی دوست ہیں جن کا ارادہ تھا کہ اپنے پادری صاحب کو ساتھ لے کر آپ کے پاس آئیں گے۔ لیکن جب انہوں نے پادری صاحب سے بات کی تو پادری صاحب نے بتایا کہ چند دن تک ایک بڑے پادری صاحب یہاں آئیں گے۔ پھر آپ کے ساتھ ملاقات ہوگی۔ میں نے بہت خوشنودی کا اظہار کیا۔ ہفتہ دس دن بعد وہ لوگ مجھے بلانے آگئے۔ خاکسار بازار سودا سلف لینے گیا ہوا تھا۔ سب کام وہیں چھوڑ اور ان کے ساتھ چل دیا۔ ملاقات کا پروگرام چرچ میں تھا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس ملاقات کے لئے بڑا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہال میں سو کے قریب حاضرین اور اسٹیج پر سات آٹھ پادری صاحبان کرسیوں پر تشریف فرما تھے۔ خاکسار اونچی آواز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر داخل ہوا۔ سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اسٹیج پر پادری صاحبان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ لوکل پادریوں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرکے بیٹھنے کو کہا اور فرمایا کہ آپ کے ساتھ ایک ہی صاحب نے بات کرنی ہے وہ اندر ہیں۔ ابھی آرہے ہیں۔ خاکسار نے عرض کی کہ کوئی بات نہیں۔ آپ سب بھی بات کرسکتے ہیں۔ اتنے میں اندر سے وہ بڑے پادری صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ہم نے کھڑے ہوکر ان کا خیر مقدم کیا۔ بیٹھتے ہی فرمایا:

مجھے تو آپ سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے میں جماعت احمدیہ کو اچھے سے جانتا ہوں۔ میرا تعلق گٹھیالیاں سے ہے۔ اور میری ساری برادری احمدی ہے۔ صرف ایک میں ہی باہر ہوں۔ میں تو بات کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ یہ تو ان لوگوں نے زبردستی مجھے اندر بند کر دیا تھا کہ کہیں چلا نہ جاؤں۔ میں یورپ بھی گیا ہوں۔ وہاں بھی آپ کے مشن دیکھے ہیں۔ آپ وہاں بھی خوب کام کر رہے ہیں۔ لیکن ایک بات میں نے نوٹ کی ہے کہ آپ لوگ بھی تبلیغ کے لئے ہمارا طریقہ ہی استعمال کرتے ہیں۔ اس پر خاکسار نے عرض کی کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور تمام انبیاء کی مقدس تعلیمات کے ہم وارث ہیں۔ اور پھر یہ کہ آپ نے صرف ایک مسیح ناصری کو مانا جبکہ ہم تو اُس کے نام پر آنے والے دوسرے مسیحا کو بھی مان چکے ہیں۔ اور آپ کو بھی آپ کے مسیحا کی نصائح کے مطابق اُس کے نام سے آنے والے دوسرے مسیحا کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ کچھ دیر مزید ہلکی پھلکی باتیں ہوئیں۔ اور محفل برخواست ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اس موقع پر میرے ساتھ دو یا تین خدام بھی تھے۔

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

قادیان میں تھا طاعون نکلی اور دو دن کے بخار نے اس شدت سے زور پکڑا کہ جب میں دفتر سے چار بجے شام کے قریب گھر میں آیا تو اُس کی نہایت خطرناک اور نازک حالت تھی۔ اُس وقت میرا یہی ایک بچہ تھا۔ والدہ یعنی بچے کی ماں جو کئی دنوں سے اُس کی تکلیف کو دیکھ دیکھ کر جاں بہ لب ہو رہی تھی، مجھے دیکھتے ہی زار زار رو دی اور بچے کو میرے پاس دے دیا۔ سخت گرمی کا موسم اور مکان کی تنگی اور تنہائی اور بھی گھبراہٹ کو دوبالا بنا رہی تھی۔ (مکان بھی تنگ، گرمی کا بھی موسم، اکیلے اور اس پر یہ کہ بچہ بھی بہت زیادہ بیمار، تو گھبراہٹ اور بھی زیادہ بڑھ رہی تھی) کہتے ہیں مَیں نے بچے کو اُٹھا کر اپنے کندھے سے لگا لیا۔ بچے کی نازک حالت اور اپنی بے کسی، بے بسی کے تصور سے بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس اضطراری حالت میں بار بار اُن دعائیہ الفاظ کا اعادہ کیا کہ اے خدا! اے میرے پیارے خدا! اس نازک وقت میں تیرے سوا اور کوئی غمگسار اور حکیم نہیں، صرف ایک تیری ہی ذات ہے جو شفا بخش ہے۔ غرضیکہ میں اس خیال میں ایسا مستغرق ہوا کہ یکا یک دل میں خیال ڈالا گیا کہ تو قرآنِ کریم کی دعا قُلْنَا یٰنَارُکُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ پڑھ کر بچے کے سر پر سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے کی طرف لا اور بار بار ایسا کر۔ چنانچہ مَیں نے بچشم تر (روتے ہوئے) اسی طرح عمل شروع کیا۔ یہاں تک کہ چند منٹوں میں بچے کا بخار اُتر گیا۔ صرف گلٹی باقی رہ گئی جو دوسرے دن آپریشن کرانے سے پھوٹ گئی اور چار پانچ روز میں بچے کو بالکل شفا ہوگئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 150-151 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

حضرت چوہدری امیر محمد خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے شفاخانہ ہوشیار پور میں علاج کراتے ایک عرصہ گزر گیا اور باوجود تین دفعہ پاؤں کے آپریشن کرنے کے پھر بھی پاؤں اچھا نہ ہوا تو ایک دن مس صاحبہ نے (یعنی انگریز نرس تھی) جو بہت رحمدل تھی اور خلیق تھی، مجھے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو پاؤں کو ٹخنے سے کاٹ دیا جائے کیونکہ اب یہ ٹھیک نہیں ہو رہا۔ کیونکہ گینگرین کی طرح کی صورت پیدا ہو رہی ہے تا کہ مرض ٹخنے سے اوپر سرایت نہ کر جائے۔ میں نے گھر والوں سے مشورہ کرکے اجازت دے دی۔ اُس پر مس صاحبہ بیوی کو دوسرے کمرے میں لے گئی جس کمرے میں پاؤں کاٹنا تھا۔ (یہ آپریشن بیوی کا ہونا تھا) مَیں نے ساتھ جانے کے لئے مس صاحبہ سے اجازت چاہی مگر اُس نے کہا کہ آپ یہیں رہیں۔ لہٰذا میں وہیں وضو کر کے نفلوں کی نیت کرکے دعا میں مصروف ہوگیا۔ (بیوی کا آپریشن کرنے کے لئے وہ لے گئی)۔ مَیں وہیں نفلوں میں دعا میں مصروف ہوگیا اور دل اس خیال کی طرف چلا گیا کہ اے خدا! تیری ذات قادر ہے تُو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ پس تو اس وقت پاؤں کو کاٹنے سے بچا لے۔ کیونکہ اگر پاؤں کٹ گیا تو عمر بھر کا عیب لگ جائے گا۔ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور اسی خیال میں سجدہ کے اندر سر رکھ کر دعا میں انتہائی سوز و گداز کے ساتھ مستغرق ہوا کہ عالمِ محویت میں ہی ندا آئی، یہ آواز آئی کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اور جب اس آواز کے ساتھ ہی مَیں نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مس صاحبہ (وہ نرس جو تھی) میری طرف دوڑی آرہی ہے اور آتے ہی یہ کہا کہ سول سرجن صاحب فرماتے ہیں کہ اس دفعہ مَیں خود زخم کو صاف کرتا ہوں اور پاؤں نہیں کاٹتا، اس لئے کہ پاؤں کو ہر دفعہ کاٹا جا سکتا ہے (یعنی کہ پاؤں کو تو پھر بھی کاٹا جا سکتا ہے) مگر کاٹا ہوا پاؤں ملنا محال ہے۔ میں خدا کی اس قدرت نمائی اور ذرہ نوازی کے سو جان سے قربان جاؤں جس نے کرمِ خاکی پر ایسے نازک وقت میں لَا تَقْنَطُوْا کی بشارت سے معجز نمائی فرمائی۔ اور وہ پاؤں کٹنے سے بچ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 121-122 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 15/ جون 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

محمد امجد خان۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آسٹریلیا

مغربی ممالک میں عائلی تنازعات کی وجوہات

خاکسار کو بطور نیشنل سیکرٹری امور عامہ ایک طویل عرصہ سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس دوران جماعت آسٹریلیا میں روز بروز بڑھتے ہوئے گھریلو تنازعات کی وجوہات پر غور کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ میں نے اپنے اس مضمون میں ان مسائل کی وجوہات اور ممکنہ حل مختصر طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مضمون کا مقصد کسی طبقہ کی حمایت یا دلآزاری نہیں بلکہ صرف اتنا ہے کہ شاید اسطرح کسی کا بھلا ہو جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں معمولی سی وجہ سے شروع ہونے والے اختلافات اسلامی تعلیمات کی آگاہی نہ ہونے یا ان پر عمل پیرا نہ ہونے کے باعث مقدمات، طلاق اور خلع پر منتج ہو رہے ہیں۔ عائلی زندگی سے متعلق قرآن وحدیث۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور خلفاء سلسلہ کے ارشادات سے روگردانی تو یقیناً سب سے اہم اور بنیادی وجہ ہے۔ مگر تنگیٔ داماں کے باعث صرف چند دنیاوی حقائق اور وجوہات مثال کے طور پر آپکے سامنے رکھوں گا۔

(CENTRELINK PAYMENTS)

سوشل سیکورٹی الاؤنس

بعض گھروں میں جھگڑوں کا باعث حکومت کی جانب سے ملنے والا سوشل سیکورٹی الاؤنس ہے۔ اس معاملے کی ابتداء عموماً تب ہوتی ہے جب خواتین اپنا اور بچوں کے الاؤنس کو تو خود لینا اور اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتی ہیں اور گھر کے تمام اخراجات پورا کرنے کی ذمہ داری گھر کے سربراہ پر ڈال دیتی ہیں اس میں خاص طور پر تلخی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب خواتین Centrelink Payments کو گھریلو اخراجات کی بجائے ذاتی طور پر خرچ کرتی ہیں۔ اس موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت اور ارشاد انتہائی واضح ہے آپ نے فرمایا:

”حقیقت یہی ہے کہ عام حالات میں حکومت کی طرف سے ایک خاندان کو (بیوی بچوں) کا جو سوشل الاؤنس ملتا ہے وہ دراصل اس خاندان کے سربراہ کی اپنی آمدنی ہوگی جسے وہ اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے“

اگر حضور انور کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہو کر بیوی مجموعی الاؤنسز میں سے شوہر کی مرضی اور اجازت سے کچھ خرچ کرے تو جھگڑے کی یہ وجہ ختم ہو سکتی ہے نیز اگر گھر کا سربراہ گھریلو اخراجات کے لئے سوشل سیکورٹی پر انحصار کرنے کی بجائے باقاعدہ ٹیکس ادا کرے تو معمولی آمدنی میں بھی بے حد برکت ہوتی ہے۔ حکومت سے قول سدید سے کام نہ لینے والے گھرانے تقویٰ اور اسلامی تعلیمات پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں۔

بلا کفو شادیاں اور امیگریشن کے مسائل

زیادہ تر احمدی لڑکوں کا وزٹ ویزہ یا سٹوڈنٹ ویزہ پر آسٹریلیا میں نقل مکانی کا مقصد آسٹریلوی شہریت کا حصول ہوتا ہے۔ ان آنے والوں کے ذہن میں دو ہی راستے ہوتے ہیں کہ یا تو Protection ویزہ حاصل کیا جائے یا پھر کسی آسٹریلین سٹیزن لڑکی سے شادی کر کے اپنے اس خواب کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اس مقصد کے لئے اس پر بیرونِ ملک مقیم والدین کی طرف سے بھی کافی دباؤ اور امیدیں ہوتی ہیں۔ چونکہ پروٹیکشن ویزہ کی درخواست پر فیصلہ آنے میں کافی عرصہ بھی لگ سکتا ہے اس لئے جلدبازی یا بے چینی میں لڑکا یا اسکے والدین بلا سوچے سمجھے بلا کفو رشتہ کر لیتے ہیں مگر جب PR مل جاتا ہے تو ہم کفو نہ ہونے کی وجہ سے باہمی پیار نکتہ چینی میں بدل جاتا ہے۔ جو لڑکے شادی کے وقت PR کی خواہش میں اندھے ہوتے ہیں بعد میں انکو لڑکی اور اس کے خاندان میں خرابیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ لڑکے کے رشتہ دار بھی اس خیال کو ہوا دیتے ہیں تا طلاق یا خلع ہو جائے تو ہمارا کوئی اور رشتہ دار Spouse Visa پر آسٹریلیا آ جائے۔

اور ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب لڑکا کی شادی کے بعد Spouse ویزہ پر آسٹریلیا آ جائے تو باوجود اسکے کہ لڑکا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتا ہے اور اپنے ملک میں اعلیٰ عہدہ پر ہوتا ہے مگر آسٹریلیا آنے پر اسکو لڑکی کے والدین کے گھر قیام کرنا ہوتا ہے۔ اسے معاشرے کی اقدار اور طور طریق اپنانے اور نوکری کی تلاش کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ بیگم، ساس سسر اور دیگر رشتہ دار بار بار نوکری کے حصول کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو ان حالات میں وہ ڈیپریشن اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور یوں بیوی اور سسرال کے مشورے اسے طعنے لگتے ہیں۔ بعض اوقات وہ دوستوں اور رشتہ داروں میں شکوہ شکایت بھی شروع کر دیتے ہیں ایسے حالات لڑکے کے خیالات کو باغیانہ بنانے میں مددگار ہوتے ہیں اور وہ لڑکی والوں کے رویہ کا بدلہ لینے کیلئے اپنی PR کا انتظار کرتا ہے اور جونہی اسے PR ملتی ہے تو سسرال سے بدلہ لینے کا خیال اس کے ذہن میں آتا ہے۔ نوبت طلاق تک آ جاتی ہے۔ بعض اوقات حالات PR سے قبل ہی اس نہج تک پہنچ جاتے ہیں اور یا تو لڑکی خلع کی درخواست دائر کر دیتی ہے یا لڑکا Protection Visa کی درخواست جمع کروا کر طلاق دے دیتا ہے۔

بدقسمتی سے آجکل ہمارے نوجوانوں کی اکثریت اسلامی اقدار، قرآنی تعلیمات، آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عائلی زندگی سے متعلق ارشادات سے بے بہرہ ہیں اور طلاق اور خلع جیسی قبیح شے کو معمولی خیال کرتے ہیں۔ اگر لڑکی اور اس کے والدین ذرا سی سمجھداری کا ثبوت دیں اور لڑکے کو اسکے تعلیمی فیلڈ میں نوکری کے حصول تک صبر کر لیں تو میاں بیوی کی زندگی جنت بن سکتی ہے۔ بالآخر ہر آسٹریلیا آنے والا معاشرتی اور معاشی لحاظ سے سیٹ ہو ہی جاتا ہے۔ بعض گھروں میں ابتداء میں جب لڑکا اور لڑکی اکیلے رہ رہے ہوتے ہیں تو ان کا ہر دن عید اور رات شب برات ہوتی ہے مگر جب لڑکے کے والدین یا کوئی بہن بھائی آسٹریلیا آ کر ان کے ساتھ رہتے ہیں تو لڑکی کو ان کا اپنے ہاں رہنا گوارا گزرتا ہے یا لڑکا لڑکی سے اپنے والدین کی خدمت سے متعلق کچھ زیادہ ہی توقعات رکھتا ہے۔ ایک اور افسوسناک بات یہ ہے کہ ہماری بعض عورتیں ان حالات میں انتہائی منفی کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ گھروں میں فساد پھیلانے کے لئے ایندھن اور ماچس ساتھ لے کر گھومتی ہیں۔ اجلاسات کے بعد یا نجی دعوتوں میں بہویں ساس سسر کے خلاف اور ساسیں بہوؤں کے خلاف بڑھ چڑھ کر پراپیگنڈہ اور غیبت کا بازار گرم کرتی ہیں۔ لڑکیوں کو یہ گر سکھایا جاتا ہے کہ ساس سسر کی خدمت کرنا انکا کھانا وغیرہ پکانا اور بیماری میں دیکھ بھال تمہارا فرض ہرگز نہیں ہے۔ شریعت تمہیں علیحدہ گھر کا حق دیتی ہے وغیرہ وغیرہ مگر شریعت کے وہ احکام نہیں بتائے جاتے جو والدین کی خدمت کی فضیلت سے متعلق ہوتے ہیں۔ خدمتِ خلق اور انسانیت پر دھواں دار تقاریر کرنے والوں کے نزدیک شوہر کے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کو جرم عظیم سمجھا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں اس کے برعکس لڑکی تو اپنے شوہر اور اسکے والدین کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی مگر ساس سسر کی میاں بیوی کے معاملات میں بے جا مداخلت، معمولی معمولی باتوں پر نکتہ چینی، طعنہ زنی اور حد سے زیادہ نصائح میاں بیوی میں جھگڑوں اور دوری کا باعث بنتے ہیں۔ لڑکا اگر بیوی کی طرفداری کرے تو والدین ناراض اور اگر والدین کا خیال کرے تو گھر ٹوٹ جانے کا احتمال۔ اگر لڑکی چند سال صبر کر لے تو با آسانی گھر پر راج کرتی ہے اور شوہر اور اس کے والدین اس کی دلی محبت اور عزت کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر چونکہ بدقسمتی سے فریقین اسلامی اقدار اور تعلیمات پر عمل نہیں کر پاتے اس لئے معاملے کا ایک ممکنہ حل یہ ہے کہ ساس اور سسر کو بہو اور بیٹے کے ساتھ انکی مرضی کے بغیر ایک گھر میں نہیں رہنا چاہئے۔

عائلی اختلافات پر تیسرے فریق سے رجوع

عائلی تنازعات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میاں بیوی اپنے مسائل اور اختلافات خود باہمی افہام وتفہیم سے حل کرنے کی بجائے تیسرے فریق تک لے جاتے ہیں۔ یہ خامی عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے روزمرہ کے معمولی معاملات اور شکایات کی اطلاع باقاعدگی سے والدہ۔ بہن اور سہیلیوں کو پہنچا کر ان کے مشوروں پر عمل کیا جاتا ہے جس سے حالات دن بدن مزید گھمبیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تیسرے فریق کو رشتہ بچانے کے بجائے حقوق کے حصول، ہار جیت اور ذاتی انا کی تسکین سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اکثر نادان دوست حالات کو حکمت سے سلجھانے کی بجائے چسکوں اور سن گن کی عادت کے باعث اختلافات کی آگ کو مزید ہوا دیتے ہیں اور جانے یا انجانے میں گھروں کی بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ میاں اور بیوی کو ایک چھت کے نیچے رہ کر اپنے اختلافات حتی الوسع خود مل بیٹھ کر حل کرنے چاہئیں۔ جب تیسرا فریق ملوث ہوتا ہے تو بعض اوقات وہ لڑکی کو مشورہ دیتا ہے کہ تمہارے بھی حقوق ہیں۔ تمہیں کس چیز کی کمی ہے فوراً گھر چھوڑ کر ماں باپ کے پاس چلی آؤ۔ ان کو نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکی اگر ایک بار گھر سے قدم باہر نکالتی ہے تو اس کے لئے واپسی کے دروازے تقریباً بند ہو جاتے ہیں یا پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو علیحدگی پر ختم ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا شادی کرنے سے پہلے لڑکی کی عادات سے متعلق معلومات حاصل کر لیا کرو۔ بعض عورتوں میں ایسی عادات ہوتی ہیں جو بعض مردوں کو برداشت نہیں ہوتیں۔ مگر وہ بچوں کے چھن جانے، جائیداد کی تقسیم اور سولہ سال تک بچوں اور ماں کے اخراجات کی ادائیگی کے خوف سے علیحدہ تو نہیں ہوتے مگر بیوی سے نفرت کے باعث ان کے گھر کا ماحول پرسکون نہیں رہتا۔ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں

مذہبی منافرت اور ظلم کے باعث بہت سے ایسے خاندان ہجرت کرکے آتے ہیں جو نہ تو علم کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں اور نہ ہی عائلی معاملات میں اسلام کی حسین تعلیم اور طرز معاشرت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔یہاں آکر بھی وہ حصول تعلیم کی بجائے آمدنی کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ ان کے خاندانی پس منظر میں عورتوں پر ہاتھ اٹھانا اور گالم گلوچ بطور عادت کے شامل ہوتا ہے۔ لڑکیاں اس طرح کے مظالم سے تنگ آکر جماعت سے مدد طلب کرتی ہیں اور جماعت اصلاح احوال کے لئے کوشش تو کرتی ہے مگر مشکل یہ ہوتی ہے کہ نہ لڑکی شوہر سے زبان درازی سے باز آتی ہے اور نہ لڑکا اور اس کے والدین اپنی جاہلانہ عادات کو تبدیل کرتے ہیں اور نوبت پولیس اور عدالت تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر بدقسمتی سے ملکی قوانین۔ حقوق نسواں اور فلاحی ادارے عورت کو حقوق کی آڑ میں پوری قوت سے علیحدگی کا رستہ دکھاتے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ملکی ادارے اور قوانین گھر توڑنے اور بچوں کو باپ سے محروم کرنے کے علمبردار ہیں تو غلط نہیں ہوگا۔

گھر کے ٹوٹنے کی طرف پہلا قدم (پولیس کو کال کرنا)

یہ بات تو درست ہے کہ بیوی پر ہاتھ اٹھانا اور گالم گلوچ کرنا انتہائی شرمناک اور اسلام کے منافی عمل ہے اور ایسا کرنے والے کی شکایت نظام جماعت سے کرنی چاہئے۔ مگر معمولی تکرار پر نظامِ جماعت کو اصلاحِ احوال کا موقع دیئے بغیر پولیس کو بلوانا ایسا خطرناک تیر ہے جو کبھی واپس نہیں ہوسکتا اور اکثر اوقات نتیجہ ہمیشہ کے لئے علیحدگی ہوا کرتا ہے اور ساتھ ہی بچے والدین کی شفقت اور تربیت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوجاتے ہیں۔ بدقسمتی سے جماعت کے بعض لوگ بھی خواتین کو پولیس بلوانے کا مشورہ دیتے ہیں۔سونے پر سہاگہ یہ کہ ملکی قوانین اور تعلیمی ادارے خواتین کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ اگر شوہر غصہ سے بولے، تمہاری پرائیویسی میں مداخلت کرے یا تمہاری مرضی کے خلاف حقوق زوجیت کا مطالبہ کرے تو تم فوراً پولیس سے رابطہ کرو۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ جماعت کی بعض مفسد عورتیں بھی دوسری عورتوں کو یہ پٹی پڑھاتی ہیں کہ تمہیں شوہر سے دبنے کی کیا ضرورت ہے تم اس کے پیسوں کی محتاج نہیں ہو۔ تمہاری اور تمہارے بچوں کی خوراک رہائش تعلیم اور علاج کی ذمہ دار تو حکومت ہے۔ تمہاری پولیس کو ایک کال تمہارے شوہر کو ایسا سبق سکھائے گی کہ ساری زندگی یادرکھے گا۔ پولیس کو صرف ایک بار بلوا کر تم اپنے شوہر پر Domestic Violance اور Common Assault کے الزام لگا کر کریمنل ریکارڈ بنوا سکتی ہو۔ جب معاملات اصلاح احوال کے لئے عدالت اور پولیس کی سطح پر چلے جاتے ہیں تو نظام جماعت بھی ملکی قوانین کے باعث مدد کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ عورت کے لئے نتائج اُس سبز باغ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں جو اس کو مفسد لوگ دکھاتے ہیں۔ گورنمنٹ صرف چندروز Shelter House میں رکھ کر یہ کہہ کر نکال دیتی ہے کہ اب اپنا رہائش اور کھانے پینے کا خود انتظام کرو۔ Centrelink سے اتنا معمولی الاؤنس ملتا ہے جس سے گذارہ مشکل ہو جاتا ہے جبکہ میاں کے ساتھ پرآسائش گھر، گاڑی، شاپنگ، میک اپ اور پارٹیوں میں دن گذرتے تھے۔اب کسی ایک کمرے کی رہائش میں کچن اور باتھ روم غیر از جماعت لوگوں کے ساتھ شیئر کرنا پڑتا ہے۔ وکلاء اور عدالتوں کی فیسیں ناقابلِ برداشت ہوتی ہیں۔ علاج اور خریداری کے لئے بسوں کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔شوہر کے دل اور نظروں سے ہمیشہ کے لئے گر جاتی ہے۔ احساسِ محرومی، ڈیپریشن اور نفسیاتی امراض زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ شوہر کی زندگی برباد کرنے کے چکر میں پولیس اور وکلاء کے کہنے پر نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنے ہی شوہر پر Criminal Charges کے علاوہ زنا جیسا گھناؤنا الزام لگایا جاتا ہے جو بعد میں عورت کے اخراج از نظام جماعت کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر صرف چند سال صبر سے گذارے ہوتے تو ساری زندگی گھر پر راج کرسکتی تھی۔

اگرچہ بعض لوگوں کو ہمارا یہ تجزیہ بہت ناگوار گذرے گا مگر یہ وہ تلخ حقیقتیں ہیں جن کا آئے روز عائلی تنازعوں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

بلا ضرورت نوکری یا پڑھائی کا شوق

بعض اوقات گھروں میں جھگڑوں کا باعث عورتوں کا بلا ضرورت نوکری کرنے کی ضد ہوتی ہے۔ محض اپنی مرضی سے فضول خرچی کے شوق میں گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش و تربیت اور بزرگوں کی خدمت سے روگردانی کی جاتی ہے جس کے باعث گھر میں شوہر سے جھگڑوں اور ناراضگی کا آغاز ہوتا ہے اور شیطان جس کو میاں بیوی کے جھگڑے سے سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے عورت کے دل میں مظلومیت کا وسوسہ ڈالتا ہے اور اس مظلومیت کا اظہار ساتھ کام کرنے والے حضرات سے ہوتا ہے تو دکھ درد میں شریک اور محض اچھے دوست بننے کے دعویدار اس کا گھر برباد کروادیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے واقفاتِ نو کی ملاقات کے دوران سوال کیا گیا کہ جو عورتیں کام کرنا چاہتی ہیں یا پڑھائی کرنا چاہتی ہیں اور ان کے بچے بھی ہیں انکو کیا کرنا چاہئے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’پہلی ذمہ داری تو بچوں کی پرورش کی ہے اور اگر بھوک مر رہی ہیں تو کام کرلو۔ وقت سے کام پر جاؤ اور سیدھی واپس آؤ اور بچوں کو پالو۔ اتنی ہمت ہونی چاہئے۔ اگر صرف پیسہ کمانے کے لئے کام کررہی ہو کہ فیشن کرنا ہے تو کام چھوڑ دو۔ اگر کسی پروفیشن میں ہو مثلاً میڈیکل ڈاکٹر ہو تو پھر انسانیت کی خدمت ہے ٹھیک ہے۔ پھر اس کے لئے اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرو کہ بچوں کو وقت دے سکو۔ تو بہرحال عورت کا اصل کام یہ ہے کہ پڑھ لکھ کر بچوں کی صحیح تربیت کرے۔ جو اپنا علم ہے اس سے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ باقی اگر مجبوری ہے تو اور بات ہے پھر بھی زیادہ سے زیادہ وقت اپنے بچوں کو دو۔‘‘

طبّی وجوہات

بعض اوقات خواتین کو عمر کے ایک خاص حصہ میں بعض جسمانی اور نفسیاتی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مرد اور عورت دونوں پر بعض نفسیاتی ادویات کے ترک کرنے پر مزاج میں منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے اکثر گھرانوں میں ان طبی وجوہات سے لاعلمی گھریلو اختلاف کو جنم دیتی ہے۔ اگر اس بارے میں آگاہی ہو تو اس طرح کی لڑائی جھگڑوں سے بچا جاسکتا ہے۔ آسٹریلیا میں ڈاکٹر ہر دوسرے شخص کو ڈیپریشن اور Anxiety کا مریض قرار دے کر ادویات تجویز کردیتے ہیں۔ اپنی ادویات کی فروخت بڑھانے کے لئے بڑی بڑی کمپنیاں ایسی دواؤں کا استعمال لازمی قرار دیتی ہیں حالانکہ ان کا استعمال نشہ کی حد تک مریض کی کمزوری بن سکتاہے اور جونہی مریض اس کا استعمال بند کرتا ہے اس کے مزاج میں غصہ، جھنجلاہٹ، بیزاری اور لڑائی جھگڑے کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ جاتا ہے مگر ان اثرات سے لاعلمی میاں بیوی کے درمیان ناراضگی اور نفرت کا باعث بنتا ہے۔ اول تو ایسی دواؤں کے استعمال سے حتی الوسع اجتناب ہی کرنا چاہئے بصورت دیگر مریض اور اس کے گھر والوں کی ان دواؤں کے استعمال اور ترک استعمال کے اثرات سے واقفیت ضروری ہے۔اسی طرح خواتین میں عمر کے بعض حصوں میں اور بعض حالات کے باعث ہارمونز کا عدم توازن انکے غصہ اور بیجا افسردگی میں اضافہ کردیتا ہے۔ شوہر اور اس کے گھر والوں کو اس کیفیت کو سمجھنا چاہئے اور خواتین کے ساتھ ایسے میں زیادہ حسن سلوک کا رویہ اختیار کرنا چاہئے چہ جائیکہ اس کیفیت کے جواب میں لڑائی جھگڑے میں اضافہ کرکے جلتی پر تیل کا کام کیا جائے۔ مثلاً عورتوں میں ایسی طبی وجوہات ہیں جن میں

Polycystic Syndrome

Anxiety

Severe Postnatal Depression

Harmonal Imbalance

وغیرہ عام ہیں۔ ان حالات کو سمجھتے ہوئے فہم و فراست، حکمتِ عملی اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہئے کیونکہ ایسے امراض میں خواتین کا طرز عمل جان بوجھ کر نہیں ہوتا وہ بے قصور ہوتی ہیں۔ عموماً ادویات بنانے والی کمپنیاں بطور مافیا اپنا کاروبار چمکاتی ہیں۔

شعبہء تربیت کا فعال نہ ہونا

عائلی تنازعات میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ جماعت آسٹریلیا میں گذشتہ تقریباً چھ سال سے ملکی اور مقامی سطح پر اصلاحی کمیٹیوں کا فعال نہ ہونا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کی نیشنل عاملہ سے ملاقات کے دوران اس طرف خصوصی توجہ دینے پر زور دیا تھا۔ ہم جب تک مسائل کی وجوہات اور انکے حل پر غور ہی نہیں کریں گے تو ان میں کمی کس طرح آئیگی اور اصلاح کیونکر ممکن ہوسکے گی۔ اگر اصلاحی کمیٹی قائم ہو اور قواعد کے مطابق اسکے باقاعدہ اجلاسات منعقد ہوں تو کمیٹی کے فرائض میں عائلی تنازعات کا حل اور انکا سدباب شامل ہے۔ جو باہمی رضا مندی سے مصالحت یا ثالثی اور فریقین کو اسلام احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں نصائح کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ قوائد اور ضوابط تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ کے قائدہ 340 تا 345 میں اصلاحی کمیٹی کے فرائض اور طریقہ کار کی تفصیل موجود ہے۔

طلاق یا خاوند کی وفات پر جائیداد کی تقسیم

بعض لوگ جنکے دل میں دنیاوی لالچ کے باعث مرض ہوتا ہے۔ وہ جائیداد کی تقسیم کے معاملے میں جماعت کے پاس فیصلہ کرانے کیلئے آنے سے احتراز اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ اگر اسلامی قانون وراثت کے مطابق فیصلہ ہوگا تو ان کا نقصان ہوگا۔ مثال کے طور پر علیحدگی

یا شوہر کی وفات کی صورت میں ملکی قوانین کے مطابق زیادہ تر عورت کو جائیداد میں سے نصف حصہ مل جاتا ہے اور دیگر ورثاء اپنے حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں اسلئے عورتیں جائیداد کی تقسیم میں ملکی عدالت اور رائج قوانین کا سہارا لیتی ہیں۔ اگر وہ اسلامی قوانین کے مطابق اپنے حقوق لیں تو انکے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے وگرنہ وہ اللہ کے قانون کے مخالف چلنے والی ہیں۔ مومن اور مسلم مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ ایسے مواقع پر اسلامی قوانین وراثت کے مطابق ورثہ تقسیم کر کے خدا اور اسکے رسول ؐ کی خوشنودی حاصل کریں جس پر عمل کر کے بہت مسائل اور نفرتوں سے بچا جا سکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒتعالیٰ نے اپنے درس رمضان میں سورۃ النساء کی آیات 21 تا 51 میں اسکی وضاحت میں تفصیلی روشنی ذالی ہے۔

میں نے انتہائی خلوص اور غیر جانبداری سے عائلی تنازعات کی وجوہات کا مختصر موازنہ اپنی سمجھ اور تجربہ کی بنیاد پر کیا ہے اور ان کا حتی الوسع مناسب حل بھی بیان کر دیا ہے۔ اپنے اس مضمون کے آخر میں حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (حضرت اماں جانؓ) کی چند نصائح پیش کرتا ہوں، اگر صرف اور صرف ان پر ہی عمل کر لیا جائے تو مذکورہ بالا تمام مسائل سے انتہائی آسانی سے اور احسن طریق سے بچا جا سکتا ہے۔ حضرت اماں جانؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ’’پہلے بیوی لونڈی بنے پھر میاں غلام بنتا ہے‘‘۔ صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ ن جب حضرت نواب مبارک بیگم صاحبہؓ سے اس کی وضاحت چاہی تو آپ نے فرمایا:

’’اس کے معنٰی ہیں در اصل نہ بیوی ہاتھ جوڑے میاں کی کنیز اور لونڈی بنتی ہے اور نہ میاں ہاتھ باندھے غلام بنتا ہے۔ بات صرف دونوں کی ہم آہنگی کی ہے جس میں پہلا قدم بیوی کی طرف سے اٹھتا ہے۔‘‘

حضرت امّاں جانؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو انکی شادی کے وقت درج ذیل زرّیں نصائح فرمائیں:

اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہر گز نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

اگر کوئی کام انکی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہر گز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اسی میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر کار بے عزتی اور بے وقعتی کا سامنا ہے۔

کبھی انکے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو معلوم ہو کہ وہ اس وقت حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو گا۔

انکے عزیزوں۔ عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ بدی نہ کرنا دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا کرے گا۔

میکے کی بات سسرال اور سسرال کی باتیں میکے میں نہ کرنا۔ تمہارے دل سے تو وہ بات مٹ جائے گی لیکن بڑوں کے دلوں میں گرہ پڑ جائے گی۔

اسی طرح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ لڑکیوں کو شادی سے قبل نصیحت فرماتیں:

بچیوں کو بچپن سے ہی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ میاں میرا نصیب اچھا کر دے۔

میاں بیوی کے رشتہ میں جھوٹی انا نہیں ہونی چائے۔ اگر اپنی غلطی ہے تو بیوی میاں کو منا لے اس میں کوئی بے عزتی نہیں ہے۔

لڑ کر کبھی گھر سے جانے کی دھمکی نہ دو۔ اگر مرد غصہ میں آ کر کہہ دے ’’اچھا چلی جاؤ‘‘ تو کتنی بے عزتی ہے اور میکے میں جا کر بیٹھنا تو اس وقت ہی ہے جب خدا نخواستہ واقعی نہ جانا ہو۔ ورنہ ایسی بات قدر کی بجائے بے عزتی کرواتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چابیاں ہوتی ہیں۔ ایک صلح کے دروازے کی اور ایک لڑائی کے دروازے کی وہ جس دروازے کو چاہے کھول سکتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ عورتیں جنہوں نے صلح کا دروازہ کھولا‘‘۔

خاکسار اس یقین پر قائم ہے کہ اگر صرف اور صرف مندرجہ بالا نصائح پر ہی عمل کر لیا جائے تو عائلی تنازعات میں غیر معمولی کمی آ سکتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ سکون اور خوشحالی کا گھوارہ بن جائے۔ (آمین)

اطفال کارنر

تقریر

صاف اور سیدھی بات کیا کرو

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۱﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

(الاحزاب: 71-72)

اخلاق حسنہ میں سچائی اور اخلاق سئیہ میں جھوٹ آپس میں ضد ہیں۔ اگر سچائی کو اپنایا جائے تو جھوٹ ترک ہو گا اور اگر جھوٹ چھوڑا جائے تو سچائی جنم لے گی۔ قرآن و احادیث میں جہاں بھی سچ کو اپنانے کا ذکر ملتا ہے وہاں جھوٹ سے بچنے کی تلقین بھی ملتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں شرک کا ذکر فرمایا ہے وہاں جھوٹ سے بچنے کی تلقین بھی کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا شرک خواہ وہ بت بنا کر کیا جائے یا کسی غیر دینی رسم پر قدم مار کر۔ یہ جھوٹ ہے اور باقی تمام جھوٹ اس کے ذیل میں آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرائط بیعت میں شرک سے اجتناب کے ذکر کے معاً بعد جھوٹ سے بچنے کا ذکر فرمایا ہے۔

اخلاق حسنہ اپنانے میں ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہم سب کے لیے نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ ہمیشہ سچ بولتے۔ آپ معاشرہ میں ’’اَلصَّادِق‘‘ کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اہل قریش کو مخاطب ہو کر فرمایا اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے۔ تمام اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں۔ ہم نے کبھی بھی آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ سب سے بڑا دشمن اسلام ابو جہل بھی آپ ﷺ کی سچائی کا معترف تھا۔ وہ برملا اس بات کا اظہار کیا کرتا تھا کہ میں آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتا مگر کیا کروں آپ ﷺ کی تعلیم پر دل نہیں ٹھہرتا۔

پھر صحابہ رسول ﷺ نے اپنے آقا و مولیٰ کی اقتداء میں سچائی کے عَلم کو بلند رکھا۔ آج کے دور میں اس عَلم کو از سرِ نو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے بلند کیا۔ ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے ایک خط کسی پیکٹ میں رکھ کر پوسٹ کر دیا جو کہ محکمہ ڈاک کے قواعد کے مطابق نہ تھا۔ آپ کو مقدمہ کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے وکیل نے آپ کو مشورہ دیا کہ عدالت میں کہہ دیں کہ میں نے نہیں رکھا۔ آپ نے جلالی انداز میں فرمایا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے رکھا ہے اور مجھے محکمہ ڈاک کے قواعد کا علم نہ تھا۔

گھروں میں آج کل بہت سے خفیف جھوٹ تو بے خیالی میں بولے جا رہے ہوتے ہیں جیسے دکھاوے کے طور پر، بہلاوے کے طور پر۔ مذاق میں، کسی کا دل جیتنے کے لیے، افواہ پھیلاتے ہوئے، بہانے کے طور پر، اپریل فول کے موقع پر گپ شپ لگاتے ہوئے، جیسے باپ گھر میں ہوتا ہے اور بچوں کو کہہ دیا جاتا ہے کہ جا کر کہہ دو کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔ موبائل فون پر اکثر جھوٹ بولا جاتا ہے اور کہہ دیا جاتا ہے کہ میں Outofcity ہوں حالانکہ وہ گھر میں موجود ہوتا ہے۔

آنحضور ﷺ کسی کے گھر موجود تھے کہ مالکہ نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا جلدی آؤ! میں تمہیں کچھ دوں گی۔ آنحضور ﷺ نے کچھ دیر بعد مالکہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے وعدہ کے مطابق بچے کو کچھ دیا ہے؟ مالکہ نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا شمار جھوٹوں میں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پھر جھوٹ ہے یہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ باتیں کرتے ہوئے بعض لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ اور اس جھوٹ کی بیماری اتنی عام ہو گئی ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو اب ایک خاص مہم کے تحت اس سے بچانا ضروری ہو گیا ہے۔ جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اس بارہ میں۔ لیکن سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ مذاق میں بعض دفعہ دوسرے لوگوں کو غلط قسم کے فون کر دیتے ہیں، بعض ای میل بھیج دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسی حرکتوں سے لوگوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جانی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 187-188)

؎ راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(فرخ شاد)

رپورٹ : نسیم احمد۔ منتظم اشاعت گاتھن برگ سویڈن

یک روزہ سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ گاتھن برگ سویڈن

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کو اپنا یک روزہ سالانہ لوکل اجتماع مؤرخہ 2۔اکتوبر بروز ہفتہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اس اجتماع کے لئے تیاریاں تقریباً ایک مہینہ قبل شروع کر دی گئیں تھیں۔اجتماع کی تیاری کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی بنائی گئی جو درج ذیل احباب پر مشتمل تھی:

- مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود (منتظم اعلیٰ)
- مکرم عبدالجبار (منتظم رجسٹریشن)
- مکرم نسیم احمد (منتظم مقام اجتماع)
- مکرم اکرام الحق جنجوعہ (منتظم علمی مقابلہ جات)
- مکرم نصیر الدین بابر (منتظم ورزشی مقابلہ جات)
- مکرم نصیر الدین ہمایوں (منتظم طعام)
- مکرم داؤد احمد ناصر (منتظم صفائی)
- مکرم مرزا نعمان بیگ (منتظم انعامات)
- مکرم ناصر احمد شمس (منتظم مہمان نوازی سپورٹس ہال)

اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں سب سے پہلے مکرم منتظم صاحب اعلیٰ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی۔اس کے بعد تمام شعبہ جات کے منتظمین کے ساتھ تفصیلی میٹنگز کر کے اجتماع کے پروگراموں کو فائنل کیا گیا اور منتظمین کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔اجتماع میں انصار بھائیوں کی دلچسپی کے لیے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، نظم خوانی، تقریر اور مشاہدہ و معائنہ کے مقابلہ جات شامل تھے جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں بیڈ منٹن (ڈبلز) رسہ کشی، والی بال، کلائی پکڑنا اور میوزیکل چیئرز کے مقابلہ جات شامل تھے۔تمام انصار بھائیوں کو علمی مقابلہ جات کا نصاب اور ورزشی مقابلہ جات کی تفصیل اجتماع کے انعقاد سے کافی پہلے بھجوا دی گئی تھی تا کہ انصار بھائی مقابلوں کی اچھی تیاری کر سکیں۔

تمام انصار بھائیوں سے اس اجتماع میں شامل ہونے کے لئے متعدد بار ذاتی رابطے کئے گئے تا کہ حاضری کو بہتر بنایا جا سکے۔

مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کے اس اجتماع کا آغاز انفرادی نماز تہجد کی ادائیگی سے کیا گیا جو انصار بھائیوں نے اپنے اپنے گھروں میں ادا کی۔اجتماع کے کامیاب انعقاد اور بخیر و خوبی انجام پانے کے لئے صدقہ بھی دیا گیا۔

اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مجلس انصار اللہ مالمو سے مکرم زعیم صاحب مالمو اور تین دیگر انصار بھی تشریف لائے۔جن میں مجلس انصار اللہ سویڈن کی نیشنل عاملہ کے 2 اراکین بھی شامل تھے۔

افتتاحی اجلاس کا آغاز ورزشی مقابلہ جات کے لیے حاصل کئے گئے سپورٹس ہال میں صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم انوار الدین سعید نے کی۔مکرم نصیر احمد وسیم صاحب صدر مجلس انصار اللہ سویڈن نے شاملین کے ساتھ مل کر انصار اللہ کا عہد دہرایا۔مکرم صلاح الدین یوسف نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم اپنی خوبصورت آواز میں پیش کی۔بعد ازاں مکرم منتظم صاحب اعلیٰ نے اجتماع کے پروگرام کے بارے میں بتایا۔مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ سویڈن نے مختصر خطاب کے ساتھ اجتماع کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔

دعا کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا اور ورزشی مقابلہ جات میں بیڈ منٹن ڈبل، والی بال، رسہ کشی کے مقابلہ جات ہوئے، تمام انصار بھائیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔انصار بھائیوں کا جوش و خروش قابل دید تھا۔

ورزشی مقابلہ جات میں انصار بھائیوں کی تواضع کے لئے مختلف قسم کے پھل رکھے گئے تھے۔2 بجے تک ورزشی مقابلہ جات ہوتے رہے۔جس کے فوراً بعد سب انصار بھائی ناصر مسجد تشریف لے گئے جہاں شاملین کے لئے پر لطف کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔کھانے کے بعد مقابلوں کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔پہلا مقابلہ مشاہدہ و معائنہ تھا جس میں حاضرین نے بہت ذوق و شوق سے شرکت کی مقابلہ مشاہدہ و معائنہ کے بعد کلائی پکڑنے کا مقابلہ منعقد ہوا۔یہ مقابلہ بہت ہی دلچسپ رہا اور انصار بھائی بہت محظوظ ہوئے۔اس کے بعد میوزیکل چیئرز کا مقابلہ منعقد ہوا جس میں تمام انصار بھائیوں نے بہت شوق سے حصہ لیا اور خوب لطف اٹھایا۔

ورزشی مقابلہ جات کے اختتام پر 10 منٹ کے وقفے کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔جس کے بعد علمی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔علمی مقابلہ جات میں مقابلہ تلاوت قرآن پاک، نظم خوانی اور تقریر کے مقابلہ جات شامل تھے، ان مقابلہ جات میں بھی انصار بھائیوں نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔علمی مقابلہ جات کے اختتام پر چائے کا وقفہ کیا گیا۔

اختتامی تقریب کا انعقاد ساڑھے پانچ بجے ہوا جس میں مہمان خصوصی مکرم وسیم احمد ظفر صاحب نیشنل امیر سویڈن تھے۔تلاوت قرآن کریم مکرم صلاح الدین یوسف صاحب نے کی جس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ سویڈن نے عہد دہرایا۔نظم مکرم مرزا بشارت احمد نے پیش کی۔بعد ازاں مکرم فاضل احمد شمس زعیم مجلس اور مکرم آغا یحیٰی خان مبلغ انچارج سویڈن نے تقاریر کیں۔اس کے بعد مکرم منتظم صاحب اعلیٰ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔مہمان خصوصی نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار بھائیوں میں انعامات تقسیم کئے اور انصار کو قیمتی نصائح فرمائیں۔مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کو اجتماع کے انعقاد پر مبارکباد دی، شاملین کا شکریہ ادا کیا نیز آئندہ اجتماعات میں حاضری کو مزید بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔آخر میں تقریب کے مہمان خصوصی مکرم امیر صاحب سویڈن نے دعا کروائی۔اختتامی اجلاس کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں اور پھر انصار بھائیوں کی خدمت میں عشائیہ دیا گیا۔عشائیہ کے بعد مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کا یہ ایک روزہ لوکل اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

سانحہ ارتحال

مکرم سید رفیق احمد شاہ ۔ ٹوکیو (جاپان) سے تحریر کرتے ہیں :

کہ میری خوشدامن مکرمہ بلقیس بیگم مؤرخہ 5نومبر 2021ء کو صبح فجر کے وقت وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ مرکز میں رہائش پذیر تھیں لیکن اپنی بیٹی سے ملنے دوسرے شہر گئی ہوئی تھیں کہ وہیں وفات کا سانحہ پیش آگیا۔وفات کے وقت آپ کی عمر91برس تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔

آپ کے نانا مکرم سید گل حسن شاہ صحابی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام تھے۔ آپ کی شادی سید نثاراحمد شاہ صاحب (مرحوم) کے ساتھ ہوئی۔ جنھوں نے قادیان میں تعلیم حاصل کی اور مولوی فاضل کی سند بھی حاصل کی۔

قادیان میں زمانہ طالب علمی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاؤں دبانے کا شرف بھی متعدد بار حاصل ہوا۔ پھر حضرت خلیفہ ثانیؓ کی اجازت سے فوج میں شمولیت حاصل کی۔ الفرقان فورس میں بھی شرکت کی۔

آپ نے بہت خوشگوار عائلی زندگی گزاری۔ تمام اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ کے خاوند سید نثاراحمد شاہ صاحب (مرحوم) بہت علم دوست اور وضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ سید نثاراحمد شاہ صاحب فوج کی ایجوکیشن کور میں تھے۔ ملازمت میں خوب نیک نامی کمائی۔ دوران ملازمت کھاریاں، لاہور، سیالکوٹ اور کوہ مری وغیرہ میں قیام رہا۔ کوہ مری میں قیام کے دوران خاکسار کو بھی گرمیوں میں آپ کے ہاں ٹھہرنے اور دونوں کی مہمان نوازی اور شفقت سے خوب لطف اندوز ہونے کا موقع ملا۔ وہ پرانی خوشگوار یادیں آج بھی ذہن میں تازہ ہیں۔

فوجی ملازمت کے دوران ایک بار ایک رائفل گم پائی گئی۔ انچارج کی حیثیت سے ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی تھی۔ یہ ایک بہت خطرناک معاملہ تھا اور کورٹ مارشل تک کا خطرہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو دعا کے لیے تحریر کیا گیا تو جواب آیا کہ فکر مند نہ ہوں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آخر مجرم کا پتہ چل گیا اور خدا کے فضل سے آپ کو اس خوفناک صورت حال سے نجات ملی۔

1989ء میں اپنے میاں کی فوج سے ریٹائر منٹ کے بعد آپ نے مرکز میں مستقل رہائش اختیار کرلی جہاں اپنا گھر بنانے کی توفیق ملی۔ اپنے حسن سلوک اور نرم مزاج کی وجہ سے یہاں بھی جلد ہی ملنے جلنے والوں میں ہر دل عزیز ہو گئیں۔ 2008ء میں لمبی علالت کے بعد جب آپ کے خاوند وفات پاگئے تو یہ صدمہ بڑے صبر سے برداشت کیا۔ ان کی آخری بیماری میں تیمارداری کی توفیق ملی۔

آپ کی اولاد میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ دو بیٹیاں بیرون ملک ہیں۔ ایک بیٹی کے علاوہ سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

گاؤں کے ماحول کی وجہ سے زیادہ تعلیم نہ ہونے کے باوجود مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ الفضل کے ساتھ ساتھ جماعتی رسائل پڑھتی تھیں۔

اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت کی۔ ایک بیٹے کو بچپن سے ہی کیڈٹ کالج میں داخل کروایا جو بعد میں فوج سے کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ دوسرے بیٹے ابتدا میں کالج میں لیکچرر رہے اور اب ایک تعلیمی ادارہ چلا رہے ہیں۔

آپ بہت سادہ شخصیت کی مالک تھیں۔ اپنے حسن سلوک کی وجہ سے اپنوں اور بیگانوں میں بہت ہر دلعزیز تھیں۔ بہت نرم مزاج طبیعت تھی کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا۔ میں نے انہیں کبھی بلند آواز سے بات کرتے یا غصہ میں نہیں دیکھا۔ جھوٹ سے بہت نفرت تھی۔ دوسروں کے متعلق غیر مناسب گفتگو کرنے سے کوسوں دور تھیں۔ بڑھاپے میں طبعی طور پر مختلف عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ لیکن صبر شکر کے ساتھ ان جسمانی بیماریوں کا مقابلہ کیا۔ چندوں کی ادائیگی کے علاوہ اپنی طرف سے اور بزرگوں کی طرف سے بھی صدقہ وخیرات کیا کرتی تھیں۔ کسی کی پریشانی کا سن کر بہت فکر مند ہو جاتی تھیں۔ عبادات میں بہت شغف تھا۔ نماز تہجد کے علاوہ نماز چاشت کا بھی اہتمام کرتی تھیں۔ اٹھتے بیٹھتے ذکر میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی بڑی بیٹی (خاکسار کی اہلیہ) مکرمہ سیدہ فرحت رفیق ان دنوں جاپان میں ہیں۔ اور لجنہ جاپان کی بانی ممبرات میں سے ہیں۔ 1983ء میں لجنہ کی تنظیم کے قیام پر پہلی صدر مقرر ہوئیں اور اب بھی جماعتی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

وفات سے پہلے آخری بیماری میں آپ کی بیٹی، داماد، بہو اور نواسیوں نے بھی آپ کا بہت خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین اجر عطاء فرمائے۔ آمین

آپ کی وفات سارے خاندان کے بہت بڑا صدمہ ہے۔ تمام ملنے جلنے والوں اور غیروں نے بھی ان کی وفات کو بہت محسوس کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ سے اللہ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ تمام عزیز واقارب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کے نیک اوصاف آئندہ نسلوں میں بھی جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست

مضمون نگاروں سے ایک ضروری درخواست کی جاچکی ہے کہ اپنے مضامین اور تحریروں کو اردو میں کمپوز کرتے وقت بلاوجہ اعراب نہ لگائیں۔ جس سے ایک تو الفاظ کی ہیت اور شکل بدل جاتی ہے اور دوم ایک قاری کی آنکھوں کو بوجھل بھی محسوس ہوتا ہے جیسے

خُود ،بخُود ،قُرآن،وجُود،باوجُود،حقُوق،دُنیا،ملفُوظات ،تُمہارا،المُصلح ،خُوبصورت ،تُم ،چُکا،نمُونہ ،سکُون ،اَیَّدہُ اللہ تعالیٰ اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔وغیرہ

اور بعض دوست شدّ (ّ) کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں ۔جیسے حیثیّت ،نبّوت،وغیرہ

یہ الفاظ بغیر اعراب اور تشدید کے درست پڑھے جاتے ہیں۔ بلکہ آپ کے اعراب لگانے سے الفاظ نہ صرف ہیوی ہو جاتے ہیں بلکہ تشدید میں شدّ اصل لفظ سے سرک کر دوسرے پر چلی جاتی ہے جیسے نبّوت۔

- قرآنی آیات کا حوالہ آیات کے ساتھ دیں نہ کہ ترجمہ کے ساتھ اور ترجمہ کے ساتھ Commas نہ لگایا کریں ۔
- سن کے ساتھ ﷣ نہ لگائیں بلکہ 2021ء کے ساتھ ءضرور لگائیں ۔
- اور اپنا مضمون یا نظم آفیشل میل پر ہی بھجوائیں جو یہ ہے ۔

info@alfazlonline.org

دوسری میلز استعمال نہ کریں ۔ اخبار، روزنامہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک پہلے ہی زیادہ ہے ۔امید ہے مضمون نگار ان امور کی طرف توجہ دیں گے ۔

(ایڈیٹر)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اللہ تعالیٰ پر توکل کی عادت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ مجھ سے ہمارے ایک عزیز پائلٹ تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ جنگ کے دوران جب جہاز پہ جایا کرتا تھا تو یہ دعا کیا کرتا تھا ’’سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ‘‘۔ یہ دعا کہتے ہیں لکھ بھی لیا کرتا تھا جہاز کے اوپر اور پڑھتا بھی جایا کرتا تھا۔ کہتے ہیں ہمیشہ خدا کے فضل سے سخت بمباری، سخت توپوں میں سے نکل کر میں ہمیشہ واپس آتا رہا۔ ایک دفعہ بھول گیا اور اسی دفعہ میں ایک توپ کا نشانہ بنا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ مجھے چونکہ توکل کی عادت تھی اس وقت مجھے یاد آیا اور میں نے توکّل شروع کیا، دعا پڑھنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے زندہ بچا لیا اور اس قید سے بھی نسبتاً سہولت سے نجات بخشی۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 24 ستمبر 1999ء)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

لَاحَوۡل شیطان کے حملوں سے بچاؤ کا ذریعہ

یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لَاحَوۡل سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لَاحَوۡل کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح تو خواہ سو دفعہ لَاحَوۡل پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرہ ذرہ میں لَاحَوۡل سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں، وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہوتے ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 61)

مرسلہ: مبارکہ شاہین۔ جرمنی

طلوع و غروب آفتاب

23نومبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:16	17:37
مدینہ منورہ	05:21	17:33
قادیان	05:38	17:26
ربوہ	05:18	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:04	16:05

اعلان ولادت

مکرم سید نعمان احمد۔ناگویا (جاپان) اعلان کرواتے ہیں:

خاکسار و اہلیہ مکرمہ ثنا نعمان کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 25 ستمبر 2021ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچہ تحریک وقف نو میں شامل ہے اور بچے کا نام سید آفان نعمان رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم سید عبدالقادر کا پوتا اور مکرم مرزا زاہد محمود کا نواسہ ہے۔

مکرم عدیل احمد۔ ناگویا (جاپان) اعلان کرواتے ہیں:

خاکسار و اہلیہ مکرمہ آصفہ عدیل کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 20 ستمبر 2021ء کو چوتھے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام ارحم احمد رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم ناصر احمد بٹ مقیم ناگویا کا پوتا اور مکرم خالد پرویز تلونڈی کا نواسہ ہے۔

مکرم عمار حسن۔ٹوکیو (جاپان) اعلان کرواتے ہیں:

اللہ تعالی نے اپنے فضل سے خاکسار و اہلیہ مکرمہ آمنہ عمار کو مؤرخہ یکم نومبر 2021ء کو دو بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام ’’احد عمار‘‘ رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم اشتیاق حسن کا پوتا اور مکرم محمد جمیل کا نواسہ ہے۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بچگان کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین